

Registered No. A783
THE
OUDH PUNCH LUCKNOW
Volume X
1925
WISE MAN IS NOT TO BE DICTATED TO BUT HE IS TO DICTATE UNTO OTHERS (ARISTOTLE)

[illegible]

جلد ۱۰ نمبر ۱۱

مضامین غیر

مورخہ ۱۸ مارچ ۱۹۲۵ء

انتخاب نظم

(جناب لسان القوم مولانا صفی لکھنوی بعنوان "ضمیمہ لخت جگر")

پروفیسر ایڈورڈ براؤن معلم دار العلوم کیمبرج تیس سال سے زیادہ زمانہ تک ایران میں رہے۔ انھوں نے ایک ضخیم کتاب "دی پریس اینڈ پوئٹری آف ماڈرن پرشیا" لکھی اور یہ ثابت کیا ہے کہ ایران کی شاعری نے ایران کے انقلاب میں کیا کام کیا اور کس طرح ملک کے خیالات کی اصلاح کی حالانکہ سعدی کے بعد سے ایرانی شاعری نے صرف امرا کی خوشامد کے نئے نئے ڈھنگ ایجاد کرنے کے سوا ملک کی کوئی خدمت نہیں کی تھی۔ یہ مجموعہ نظم ہمارے پیش نظر ہے اور مولانا صفی کی اصلاحی نظمیں بھی۔

آپ جانتے ہیں کہ اسکے رسدی حصہ سے ہندوستان کی مسلمان شیعی پبلک کیوں محروم رہتی۔ جدھر نگاہ اٹھا کے دیکھیے آوے کا آوا بگڑا نظر آئے گا۔ کوئی برتن سیدھا ہے کوئی کجا کسی کے پیندے میں چھید کسی میں دراڑ۔ مولویوں میں خود غرضوں کی تعداد زیادہ۔ شاعروں میں فرضی معشوق پر مرنے والوں کی افراط۔ امرا میں عیش پرستی و اسراف کا رواج عام۔ عوام جہالت و بیکاری میں مبتلا ہو کر بزبان حال کہتی ہیں:-

"ٹھاڈی بی بی مونڈھا سے کا کنبہ بھونڈا!"

پس اگر ایرانی شعرا نے سیاسی انقلاب کی لہر آب بستہ میں پیدا کی تو مولانا صفی نے اخلاقی اصلاحات کی ہوا سے شیعی پبلک کے دل متحرک کر دیے۔ بیجا نہ ہوگا اگر ہم کہیں کہ مولانا اپنے اس طرز میں منفرد ہیں۔

شیعہ کانفرنس کے اجلاس بمبئی میں جو مسدس اول مرتبہ آپ نے پڑھا ہم اسکا ضروری انتخاب صرف اپنے شیعی ناظرین کے لیے نہیں بلکہ ہندوستان کے تمام گروہوں کو ان نصائح سے یکساں فائدہ پہونچانے کے واسطے درج کرتے ہیں۔

بمبئی! تو کشور ہندوستاں کی ناک ہے — آبرو سے مصر تیرے سامنے کیا خاک ہے
سرزمیں تیری بہ مقام سجدۂ افلاک ہے — دامن ساحل تمام آلائشوں سے پاک ہے
پُر فضا تیری خلیج آئینہ بین الیدین
اپنے ساغر میں لیے جوش بہار نشاتین

بمبئی! ہندوستاں کا صدر دروازہ ہے تو — بلکہ رخسار عروس ہند کا غازہ ہے تو
بنی آب و تاب سے ہر دم تر و تازہ ہے تو — ایک رنگا رنگ مجموعہ کا شیرازہ ہے تو
آکے صحبت میں جو بیٹھا کام کا جی ہوگیا
تیری چوکھٹ جس نے چھو لی نصف حاجی ہوگیا

قبل اٹھارہ سو اٹھارہ کے یہ کچھ بھی نہ تھا — انگریزوں سے گر پسپا ہوا جب پیشوا
پھر اسے پروانۂ فیروزی ہی ملتا گیا — قلعہ بھی تعمیر ہائی کورٹ بھی قائم ہوا
اب گورنر کا امیر البحر کا ہے مستقر
ایک یونیورسٹی بھی اس میں آتی ہے نظر

دوسرا نمبر ہے آبادی میں آج اس شہر کا — چوڑی سڑکوں پر دو رویہ کوٹھیاں ہیں خوشنما
صاف ستھرا چپہ چپہ معتدل آب و ہوا — رفتہ رفتہ بہر و سادر کا یہ مرکز بن گیا
دام اس کی بھی زد روکی جس نے پہونچائی گزند
اس رواداری پہ ہے طاعون بکف احسان مند

عید شعباں کھیلنے آئی ہے خود ہولی سے بچ — پھر نہ آئے دیکھیں ہندوں کو فیکری کا رنگ
ساقیا محفل میں بوتل کا اڑے جلدی سے کاگ — جلنے والے کو ہنسی میں ہو بنگ جلتی پہ آگ
بے تحاشا غل مچائے غل مچانے کی طرح
جو سیہ دل ہو وہ چٹخے کالے دانے کی طرح

روح پرور دل کشا ہر قدرتی منظر ترا — ہے علاج دق یہ سنتے ہیں سمندر کی ہوا
لے کے اک مدقوق کو ہم بھی با امید شفا — آئے تھے ہیں تیرے یہاں اب دیکھیے ہونا ہے کیا
سیر کیجیے صورت دامان ساحل چاہیے
زر کے ہم طالب نہیں ہم کو تو اک دل چاہیے

جو مصائب گذرے ہیں اس نونہال قوم پر — نونہال قوم کیا اک قوم کا لخت جگر
قصہ طولانی سہی سن لیجیے کچھ مختصر — پچھلی سترھویں گرو سے جان آپ کو ہے خطر
بعض خونخواروں نے کی تخریب میں اس درجہ جد
ہو گئے خونریزی لخت جگر پر مستعد

مدعی کوئی سر میداں بہ عذر لنگ تھا — کوئی مخبوط الحواس آمادہ ہر جنگ تھا
کوئی بدنامی میں نامی باعث صد ننگ تھا — الغرض جو تاش کا پتا تھا وہ بد رنگ تھا
برچھیاں کھاکر یہ ہم شبیہ مصطفے
صبر و استقلال سے اپنی جگہ قائم رہا

الحمد للہ آج ہے اسکی گرہ اٹھارویں — آفریں صد آفریں اے بمبئی کی سرزمیں
اللہ آغوش میں ہے اک حسین مہ جبیں — جز رو مد کس بحر میں اس جوش کی لہریں نہیں
بیس ماہ تو ہم وجہ ناتوانی ہوگیا
اس قدر صدمے اٹھائے خون پانی ہوگیا

ننگ پیری آج ہے جسکی جوانی بمبئی — قومیت کی ہے یہی تنہا نشانی بمبئی
حیف نا قدروں نے قدر اسکی نہ جانی بمبئی — بدگمانوں کو مبارک بدگمانی بمبئی
کوئی سمجھا اک چراگاہ اور کوئی خانہ باغ
کم سے کم ایسے خلل سے پاک ہوں جن کے دماغ

کم نگاہی قوم نے کی جب پے حالات ملک — نونہال آرزو کو پا گئے نخل بے ثمر

رفتہ رفتہ ہو گئے باہر سے رخصت چارہ گر — جو گیا اس نے پلٹ کر بھی نہ دیکھا پھر ادھر

کم نصیبوں کا پہنچتی ہے جو چارہ گروں سے آئے

جن گنہگاروں نے چاہا نقش پہ مٹنے نہ پائے

کچھ اسیر کہنہ کچھ تازہ گرفتاروں میں ہیں — کاغذوں میں ہیں خدا جانے کہ دنیا میں کب ہیں

قوم بھر بیمار ہے جب ہم بھی بیماروں میں ہیں — اس مریض غم کے دیرینہ پرستاروں میں ہیں

ساتھ اس بیمار کے کرتے رہے سالانہ گشت

بن وطن کی ہر سال کی لکھتے رہے اب سرگذشت

تھک کے تیرے در پہ قسمت آزمانے آئے ہیں — شور سنکر درد دل اپنا سنانے آئے ہیں

مل کے مجبور مرض کی بنانے آئے ہیں — پیکر مفلوج میں بجلی لگانے آئے ہیں

خضر راہ قوم اگر ہوتا کوئی روشن خیال

بن گیا ہوتا کبھی کا ماہ کامل یہ ہلال

خوبی جمہوریت کس نے کبھی تسلیم کی — مدتوں بحثیں رہیں تخصیص کی تقسیم کی

ہو یہ بد نظمی تو صورت کون سی تنظیم کی — پھر گئی ہیں آنکھوں میں تصویریں [illegible] کی

حامی تھا اسلام کو جس پر وہ قوت کیا ہوئی

یا الٰہی وہ مساوات و اخوت کیا ہوئی

غیر قومیں گامزن ہیں علم و عمل کی راہ میں — سب سے پیچھے ہیں ہمیں دنیا کی جو نگاہ میں

سست آغاز پہ مت فکر حب جاہ میں — غرق کچھ بے دست و پا جمہوریت کی چاہ میں

اپنی اپنی ڈفلی اب تو اپنا اپنا راگ ہے

شخصیت کے خبط کو جمہوریت سے لاگ ہے

حکمراں قوم بننے کی سبھی کو ہے ہوس — آ پڑے جب وقت تو کوئی نہیں فریاد رس

ہم میں از سر تا قدم ہر فرقے پہ حسن و کس — اپنے پیدا ہو گئے کبر میں مقتبس

بات وہ کرتے نہیں جو قوم کے ہو کام کی

فکر ہے یاروں کو اپنے ہی نمود و نام کی

ہے کوئی جو اٹھ کھڑا ہو قوم کی تنظیم کو — ہے کوئی جو عام کر دے لازمی تعلیم کو

ہے کوئی جو بھر کر دوں میں روح کی اسکیم کو — ایک کر دے شیعیان ہند و سنت اقلیم کو

کم سے کم تعلیم نسواں ہو بقدر احتیاج

صنعت و حرفت تجارت کو دیا جائے رواج

مجلس شوریٰ کی بنیادوں کو محکم کیجیے — مستقل سرمایۂ قومی فراہم کیجیے

اپنی شخصیت کو قومیت میں مدغم کیجیے — کچھ بھی ہو تعمیر دعویٰ قومی نہ برہم کیجیے

ایسے ساتھ اصلاح آئین تمدن شرط ہے

لیکن اس نظم و نسق میں بھی توازن شرط ہے

نیست ہے افرادی ہے وہ سب نام و نمود — اجتماعی حیثیت سے کیا عدم اپنا وجود

جب نہیں احساس قومیت تو پھر کیا ہست و بود — ہے دلیل مرگ یہ شیعو تمہارا یہ جمود

گر ابھر سکتی نہیں پستی سے قوم بدنصیب

ڈوب مر جا کر سمندر میں سمندر ہے قریب

منتشروں میں کہاں شمع کمال زندگی — خود فروشی کیوں نہ ٹھہرے باعث شرمندگی

قوم مردہ جب نہیں تجھ میں شعاع زندگی — نعمت قوموں کے مقابل کیوں کہا تابندگی

دل میں ہمدردی نہیں ہے جوش اسلامی نہیں

مستقر تیرے لیے جز قبر گمنامی نہیں

وہ اگر غیرت ہے کچھ اب تو حال اپنا سنبھال — دے وظیفے ان کو جو ہیں تعلیم میں جو نونہال

تیری بے مہری سے ہے قیامت ہو گیا تیرا حال — کر کسی در پر جا کے پھیلا کیا ہے دست سوال

ہیں ہماری مجلس شوریٰ کے یہ سب شش جہات

منحصر ہے قوم و مذہب کا اسی پر تیری حیات

تشنہ کامی اب ادائے حق سے جو انکار ہے — اس ضعیف مجلس شوریٰ کا برخوردار ہے

جب حقیقی ماں سے اپنی برسر پیکار ہے — بانیٔ غفلت کی گر مثال ابھی درکار ہے

آ کے بیدار ہو جا ہے کہ ورنہ یہ خانہ بدوش

مست نخوت کو قیامت تک نہیں آنے کا ہوش

دل تو پہلے ہی سے تھا ارمان ہمیں بھی — اب زباں بھی ہو گئی افسانہ خواں ہمیں بھی

خود وہاں سے بچ ہمت وہاں بھی — قوم کا ہمت جگر ہے مہماں بھی

زندگی کا پاس اس بیکس کی ہمت کیجیے

یا تن لاغر کو اس کے قبر تیار کیجیے

غالباً تعداد میں شیعوں سے کم ہیں یہ بھی — لیکن اس خوبی سے ہے تنظیم ان میں قوم کی

ہو کے ظاہر مسلک میں اختلافات بھی — چلتے رہتے ہیں برابر کام دینی دنیوی

باغبان قوم صد ہا پیچ کن کوئی نہیں

راہبر ایک ایک شخص راہزن کوئی نہیں

ہم میں ایسے ہیں جن میں حب قیادت ہے — ورنہ ہر شخص اپنی رفعت کا علم بردار ہے

اک زمانہ خود غرض خود رائے خود مختار ہے — نتیجہ ہستی ہم میں خود ہستی کو قوم سے عار ہے

آ گئے تھے چند فریادی ادھر جس کے عوض

ہو گیا پیدا دو غربت میں اک فریاد رس

کیسے [illegible] — میرزا عبدالرحیم و سلام [illegible]

[illegible] — [illegible]

"ہمسخن [illegible] صحبت یاراں خوش است"

"وقت گل خوش باد [illegible] وقت میخواراں خوش است" (حافظ)

ساقیا ساغر کشوں کی بزم سالانہ ہے آج — زاہد خشک و محل تر دونوں میں یارانہ ہے آج

مدرسہ تبلیغ کیسی [illegible] ہے آج — متصل گردش میں پیمانہ پہ پیمانہ ہے آج

شیخ ساغر رشتۂ تسبیح صد دانہ نہیں

بیعت دست سبو تقلید کو روا نہیں

عالم نیرنگ آنکھوں سے دکھا دیں تو سہی — آگ ساغر فرش پانی میں لگا دیں تو سہی

ترانے ساقی ہوئی [illegible] دیں تو سہی — اہل ہمت [illegible] بڑھا دیں تو سہی

در حقیقت ہے دینی ارباب حل و عقد سے

خادمان قوم کی خدمت کرے جو نقد سے

٭ لطف حیوۃ: مثنوی [illegible]

کیسے اغیار و بیگانے بے دریغ و بے حساب — ہے کی ایک کہ بوند پہ لازم ہے لیکن احتساب
بجے اہل قوم کو ایک ہی جو خانہ خراب — اس پہ دنیا میں عقوبت اُس پہ عقبیٰ میں عذاب

بد دیانت کے لیے لائق نہیں ہے کوئی شے
کون کیسا ہے اور تم پہ کس کی پشیمانی یہ ہے

غلطی میں اور سے ہے اور سے دہان گل — چاہیے تنقید میں زیر نظر ہر جزو و کل
باندھتے ہیں ولی بہ کیسے ہی تعریفوں کے پل — دور سے ہوتی ہے خوش آیند آواز دہل

تجربہ کا سرمہ انساں پہلے آنکھوں میں لگائے
جانچ کر اچھی طرح قائم کرے پھر اپنی رائے

چاہیے ہر فرد کو تمیز نیش و نوش قوم — کون ہے بدخواہ ملت کون خیر اندیش قوم
ہے یہی مرہم برائے سینۂ دل ریش قوم — غور سے سنئے صدائے شیون درویش قوم

اب بھی سنبھلو اب بھی سنبھلو ورنہ پھر پچھتاؤ گے
حرف بن بنا کر صورت حرف غلط مٹ جاؤ گے

انقلاب سایہ بہ پتلون

حضرت پنچ ازدواجی مت پلٹنے کی وبا جو چلی تو رفتہ رفتہ ہر محل میں سرایت کرتی چلی گئی۔ پہلے ترقی یافتہ قوموں کی عورات صرف حقوق طلب کرتی تھیں۔ حقوق بھی وہ جو ہر حال ان کا درجہ مردوں کے برابر کھینچ تان کے لے آئیں۔ یہ بات ذرا سمجھ سے باہر ہے کہ یورپ کی خاک میں زن مریدی کے ذرات کی کمی نہ تھی۔ میم صاحب جان کی مالک اولاد کی مالک گھر بار کی مالک آبرو کی مالک مال منال کمائی کجائی کی مالک اپنے وقت کی مالک اپنی رفتار گفتار کردار کی مالک تھیں پھر کیوں انھیں شیطان نے انگلی دکھائی جو ہر انتظامی شعبے میں گھسنے اور تکلیف اٹھانے پر آمادہ ہو گئیں۔ خیر یوں بھی سہی مگر کیا آفت ہے کہ اب کسی طرح عورت ہونے پر راضی نہیں ہوتیں یعنی اپنی جنسیت سے بھی قطعی انکار ہے۔ یہ خواہش اتنی بڑھ گئی ہے کہ قلب ماہیت کی فکریں ہو رہی ہیں۔ ایک اسلامی حکیم کا قول ہے کہ عقول النساء فی جمالہن یعنے انکی عقلیں بجائے دماغ کے انکے سنگار میں گھس گئی ہیں۔ آج تک سنگار اور آراستگی میں وقت کا بہت بڑا حصہ رائگاں ہوتا تھا مگر فرائض کی دیانت نے مجبور کیا کہ کنگھی پٹی سے ہاتھ اٹھائیں۔ وہ بال جو گھنگور گھٹا کی طرح دنیا کی آنکھوں میں زمانہ تاریک کر دیتے تھے چھلے پر قینچ ہو گئے اگرچہ عشاق کا حال بدستور سابق ہے ؎

حسن کی طرح سے آیا نہ مرے عشق میں فرق
زلفیں واں منڈ گئیں یاں حال پریشاں نہ گیا

چوٹی تو کٹی ہے اللہ ناک سلامت رکھے۔

اب سنتے ہیں کہ سایہ کا گھیر چار گھٹتے گھٹتے گھٹنے اور پتلون سے جا جڑا کچھ تعجب نہیں کہ جا گھیا اور جانگھیا سے لنگوٹی تک پہونچے۔ یہ پتلون نما سایہ پہلے

عورتیں ہائیڈ پارک کی سیر کو چلیں۔ عکاسوں نے موقع پایا تو فوٹو لے لیے جو فوٹو اخباری پرچوں میں شائع ہوئے تو واہ واہ میم صاحب بالکل انگریز جنٹلمین بنی ہوئی کھڑی ہیں۔ بہت چیں بہ جبیں ہوئیں عکاسوں کو کوسا کاٹا کہ یہ کمبخت کہیں پنڈا نہیں چھوڑتے۔ ممکن ہے کہ جال اور سنگار کی بھولی بھولی داستان پھر زور کرے اور کوئی دوسرا فیشن جو رجولیت اور جمال کا پلڑا برابر کر دے عنقریب ایجاد ہو جائے۔ مگر ہم تو اپنی ہندوستانی عورتوں کی طرف سے اندیشے میں ہیں۔ کیا معنی کہ ولایت میں عورتیں مردوں سے دگنی ہیں تعدد ازدواج کی اجازت قانون نہیں دیتا حقوق طلبی کا مادہ روزمرہ کی حاجتوں نے پیدا کیا ہے۔ یہاں یہ بات نہیں ہے صرف یورپ کی تقلید ایک ضروری رسم یا تعلیم کا جزو ہے اگر یہاں یہی امرد شکل عورتیں بڑھیں تو ابتدائی صورت سے گھن آئے گی۔ سارا لٹریچر خاک میں مل جائے گا وہ جو کہا کرتے تھے ؎

کاجر سوں کا رے اندھیاری سون اندھیارے
پریم بیت او پروار سے سدلسون سدھارے ہیں
لانبے اہکارے گوری چوٹی اور پروارے
سونے کی دیوار پہ جوٹی کے پنار سے ہیں

وہی کہنے پر مجبور ہونگے ؎

بھونے کسے رہیں پٹے کی ہی منے ہیں ہاتھی کے لینڈ میں

خدا محفوظ رکھے اپنی تخنیث کے واسطے کوئی ولایت شعار جوروں کو مس کہنے پر بھی آمادہ نہیں۔ یا خدا یہ بھی سال بھر میں ایک پیالہ تیل اور دو من کھلی میس کے صرف میں کمی ہونے دیکھ کے منھ میں پانی بھر آتا ہے اور یہاں بھی وہی الکٹری والمنڈی کھر کھنی مشتو قہ بلی معلوم ہونے لگے۔

راقم — فیشن

رجعت وقت گزشتہ کی دعا

کسی صاحب نے اودھ پنچ کے دفتر میں ایک کاپی بمبئی کا اخبار خلافت بمبئی مورخہ ۱۳ مارچ سنہ ۱۹۲۵ء اسلیے روانہ فرمائی ہے کہ ہم ایک جلسۂ عام کا اعلان اودھ پنچ میں کر دیں اور اس پر ایک نوٹ بھی لکھ دیں۔ ۱۱ مارچ کو جلسہ ہوا ۱۳ مارچ کے پرچہ میں خلافت نے اعلان شائع کیا ۱۸ مارچ کے اودھ پنچ میں ہم اسکی نقل شائع کرتے ہیں اور یہ دعا شائع کرتے ہیں کہ خدایا اگر یہ اعلان اسی سال کی گیارھویں مارچ سے متعلق ہے تو وقت گزشتہ کو پھیر دے غالباً اسی وجہ سے اعلان میں سنہ نہیں رکھا گیا۔

"مسلمانان بمبئی کا جلسۂ عام"

مسلمانان بمبئی کا ایک عام جلسہ زیر سرپرستی جمعیت اسلامیہ مورخہ ۱۱ مارچ روز پنجشنبہ بوقت بعد نماز عشاء جھوٹا قبرستان متصل بھنڈی بازار قرار پایا ہے متعدد بزرگان دین

اور کا برکت تشریف رکھیے اس موقع سے ضرور فائدہ اٹھانا ہے

الملتمس ــــــــــ میں

جنرل سکریٹری انجمن جمعیت اسلامیہ

یہ گیا نوٹ - تو واسطہ بالکل کوئی غرض اس جلسہ کی ہمیں معلوم نہیں ہے - مگر معاملہ جمعیت اسلامیہ سے تعلق رکھتا ہے لہذا التماس ہے کہ جائیو اپنے خدا کو مان کے، اپنے رسول کو مان کے جس طرح ہو سکے اس جلسہ میں ضرور شریک ہو جاؤ اگرچہ وقت گزر گیا ہے مگر چھوٹا قبرستان موجود ہے جہاں ہر وقت خاموش جلسہ ہوا کرتا ہے وہاں ایسی جماعت ہے جو بولتی چالتی نہیں پھر بھی بزبان بے زبانی وعظ و نصیحت کرتی رہتی ہے نہ کسی کی غیبت کرتی ہے نہ کسی سے اختلاف کرتی ہے - جن لوگوں نے ۱۸ مارچ کے خلاف میں اس جلسہ کا اعلان شائع کرایا ہے وہ بھی اس جماعت سے ہیں۔

کہیں کا ذکر ہے کہ وہاں کے رہنے والوں نے کچھ لوگوں کی دعوت کی کھانا پکوایا اتفاق کی بات باورچی سالن میں ہلدی ڈالنا بھول گیا جب سب لوگ کھانا کھا کے چلے تو صاحب خانہ کو اس فرو گذاشت کی اطلاع ہوئی بیچارے پسی ہوئی ہلدی کا طباق لے کے مہمانوں کے پیچھے دوڑے کہ اے حضرت ٹھہریے ذرا ٹھہریے۔ مہمان رکے صاحب خانہ نے طباق پیش کیا اور عذر کرنے لگے کہ واللہ بھائی صاحب باورچی کمبخت نے غضب کیا سالن میں ہلدی نہ ڈالی لگے ہاتھوں ایک ایک چٹکی پھانک لیجیے ورنہ [illegible] ہو جائیگا۔

کچھ عجب نہیں کہ ہمیں مہربان نے خلافت کا پرچہ ہمیں بھیجا ہے ہلدی والے گاؤں کے رہنے والے ہوں کیا معنی کہ انجمن کے جنرل سکریٹری صاحب کی تہذیب عبارت سکوت کا پتا دیتی ہے مہمانوں کی میزبان کی خاطر عزیز تھی جھٹ پٹ ہلدی پھانکلی اور ہم کو اپنے مہربان کی دلشکنی گوارا نہیں ہم بھی اخبار اعلان شائع کیے دیتے ہیں۔

اگر زندگی ہے تو سیکڑوں مارچ کے مہینے آئینگے جس مارچ کی ۱۸ جمعہ کے دن پڑے اس مارچ کو بھول نہ جانا چاہیے۔

لیکن بالفعل خوش ذائقہ ہلدی کا پسا ہوا سفوف موجود ہے یعنی قبرستان کی خاک جاتے جس پر اہل اسلام و ایمان کے مقدس قدم کا نقش ضرور موجود ہوگا۔

نیـــــــــاز مند

منیجر

منطق آرا بیگم

بنام

کنڈیل کرافورڈ

صاحب! ہم لوگوں کے نام ایسے سخت کرخت اور ثقیل ہوتے ہیں کہ نگوڑے کسی طرح زبان سے نہیں نکلتے، جب سیکڑوں دفعہ زبان ٹھوکر کھاتی ہے تب کہیں جا کے ایک مرتبہ ادھورا نام نکلتا ہے۔ خیر یہیں تو چار دیواری کی بیٹھنے والی ہوں مگر جب وقت تو آپ کی زبان ہمک جاتی ہے جو آپ دن رات صبح سے شام تک کچہری دربار کے ایسے پھیرے کرتے ہیں کتنی کرسٹانوں سے ملاقات ہے۔

خیر ہوگا! اخباروں سے نام نقل کیے دیتی ہوں چاہے صحیح ہو چاہے غلط - غلط ہو گا تو صحیح کر لینا گلہ نہ کرنا۔ اے ہاں ابھی میں نے سنا ہے کہ تم لوگ بڑے منطق چھانٹے ہوتے ہو۔ کچہری میں اور کیا کچہری میں جرأت۔

وہ تو یہیں کچھ بھی نہ لکھتی مگر کیا کروں تم سے اور پنڈت موتی لال نہرو سے جو بحث ہوئی وہ میری شامت کہ میں نے اخبار کے کاغذ میں دیکھی دنیا جانتی ہے کہ میرا نام منطق آرا ہے جو بات منطق کے خلاف ہوتی ہے اسے سنتی ہی جلدی آپے سے باہر ہو جاتی ہے۔

سنو کنڈیل صاحب - پنڈت جی نے جو کچھ کہا وہ منطق کی راہ سے بالکل ٹھیک کہا۔ سچ تو ہے اگر انتظامی کونسل کے ممبروں کی تنخواہ کا ذکر نہ کی جائے تو طوطے کو بھی کان نہوں۔ بھلا تم ہی ایمان لگتی کہو کہ ان بیچاروں کے اختیار میں سوا بجٹ منظور کرنے کے اور کیا ہے؟ [illegible] بے لوث [illegible] تو بیچارے بنگالی [illegible] دہرے [illegible] ہیں بقول میر صاحب کے:

بے جرم ہی رکھا ہے تہ تیغ گلے کو
کچھ بات بڑی مجھ سے نہ نکلی تھی [illegible] کو



جنگ پشت و سُرین

جان بل: ابھی تھوڑی سی تو جگہ ہے۔

ترک: دیتا ہوں دھکا۔ بڑے بڑے چوتڑوں سے ساری جگہ گھیر لی ہے سر کو۔ (جبتک آمنا سامنا ہو اس وقت تک یہی جنگ جاری رہیگی)

پنڈت جی بیوقوف نہیں۔ اللہ کسی کو ایسے لیبر پر ڈکرے جو کوئی دوسروں کا ذلیل ہوتا ہے وہ یہی کرتا ہے۔

محبت اور نواب سے جب کبھی ہنستی ہے تو میں بھی یہی کرتی ہوں۔ آج کیا ہے؟ سالن میں مرچیں تیز کر دیں۔ بیچارے سُوسُو کرتے جاتے ہیں آنکھ ناک سے پانی جاری ہے۔ دو چار نوالے کھائے گھڑا بھر پانی پیا۔ بولی چپ ہو گئے تو دشمنوں کا بُرا حال ہو گیا۔

کل کیا ہے؟ گلوریوں میں سفیدہ زیادہ لگا دیا۔ منہ اور تمام گال تیر۔ لونگ چباتے ہیں نادیل کھاتے ہیں کھا جاتے ہیں مگر کسی طرح چین نہیں ملتا۔

کبھی اڑائی کھٹوائی لے کے پڑ رہے ہائے درد ہائے درد چلاتے ہوئے بیٹے کی طرح گرمی سے خالی۔ ہنڈیا صاحب کی ٹوپی کی طرح اوندھی نہ کھانا ہوا۔ دو وقتوں کے فاقے میں میاں کی بائی کیائی نکل گئی۔ ساری ترنگ غائب غلہ حکیم ڈاکٹر کے گھر کی دوڑ لگاتے ہیں بیچارے کی پھیپھڑی پھول گئی۔

غرض ہر ایک اپنی طاقت بھر اپنی ظاہر کرتا ہے مگر تعجب ہے کہ تمہارے جواب میں بالکل منطق کی چھینٹ بھی اڑ کے نہیں پڑی۔ تم کہتے ہو کہ ہندوستان کی آئینی ترقی ہم سب کے میل جول مروت محبت پر موقوف ہے۔ میں کہتی ہوں کہ یہ بالکل ٹھیک مگر یہ تو بتاؤ کہ اس بہت لگوڑی کا آج نام کیوں آتا ہے پہلے بھی کبھی ماتا پر پڑی تھی بھلا جلیانوالہ باغ میں

کوئی جنرل ڈائر کی طرح کوئی سرکار سے لڑنے گیا تھا جو ہمارے محبت ماتا کے ہونوں کی طرح غریبوں کو بھون دیا۔ ان بھڑ بھونجوں کو انعام دیے گئے شاباشیاں ملیں۔ اے نوج کنڈیل مٹا! آگ لگے ایسی محبت کو۔ ایسی ماتا کے منہ کو سات چھپروں کا پھونس۔ تم کہتے ہو کہ پنڈت موتی لال اور مسٹر جناح نے اسمبلی کے ممبروں کی دعوت کی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دلوں میں کوئی دشمنی نہیں ہے ملکی باتوں میں اختلاف ہے تو ہوا کرے۔ اب تم بڑے منطقی ہو تو بتاؤ کہ یہ مروت محبت کس کی طرف سے ظاہر ہوئی؟ مسٹر جناح حکومت کے بازو ہیں نہ پنڈت موتی لال۔ ایسی یکطرفہ محبت کا

برتاؤ تو ہمیشہ ہندوستانی کرتے رہے۔ اور اس کا عوض جو کچھ دیا گیا ساری دنیا جانتی ہے۔ دیکھو کما ڈنڈر صاحب کی فضول خرچی کی تجویزوں اور ہندوستانیوں کو زیادہ عہدے دیے جانے پر ہندوستانی ممبروں نے ناک بھوں چڑھائی ہندوستانیوں کی بات نہ انھوں نے مانی نہ حکومت نے اگر محبت مروت کے برتاؤ بغیر کھانا ہضم نہیں ہوتا تھا تو ان کا من پورا کیا ہوتا۔ اچھا جیسی جانے دو بات گئی جو ہوئے ہیں وہ تو نہ کبھی سُنی گئی نہ اب سُنی جائے گی مگر کرودھ بول بولنے کے بعد ہندیالی صاحب نے کیوں تھوڑی سی چاٹ مٹھائی اور لڈو کھا کر ہندوستانی ممبروں کی خاطر مدارت نہ کی کہ زہر کا مزا بدل جاتا اور رنجیدہ دل ٹھنڈے ہوتے۔ تو وہی مثل ہوئی:۔ "اپنا رکھ پرایا چکھ"۔ "تم ہمارے گھر آؤ گے تو کیا لاؤ گے۔ ہم تمہارے یہاں آئیں گے تو کیا کھلاؤ گے" جب اس قسم کی تمام مروت و محبت کا برتاؤ ہندوستانیوں ہی کی طرف سے ہوتا ہے تو تم کو یہ کہتے کیوں شرم نہ آئی کہ دیکھو میل جول اخلاق مروت والے ایسے ہوتے ہیں جیسے مسٹر جناح اور پنڈت نہرو کونسل میں جھوٹ ہوئی مگر انھوں نے ڈنر کھلایا۔ ابھی وہ ڈنر کھلاتے رہیں گے اور تم یونہی ٹاں ٹاں کرتے رہو گے تو ایک دن دعوت عداوت سے بدل جائے گی۔

سُنتی ہوں کہ حجاج نے ایک شخص کو سات سو کوڑے مارے غریب کی پیٹھ پر جب کوڑا پڑتا تھا تو وہ کہتا تھا "اللہ تیرا شکر" کوڑے مارنے کے بعد پوچھا کہ جانتے ہو میں نے کیوں اتنے کوڑے مارے اُس نے کہا نہیں۔ کہا قرآن میں ہے اگر تم شکر کرو گے تو میں اور زیادہ دوں گا"



ہندوستانی :- "کیوں حضرت! دام حاضر کروں؟"
جان بل :- "واہ آپ بھی اشتہاری دواؤں کا اعتبار کرتے ہیں۔ خدا جانے مزاج کے موافق ہو یا نہ ہو۔"

اس وقت سے غریب نے شکر کرنا چھوڑ دیا۔ کیا ناکھاتا تھا اور کہتا تھا "لا شکرا"۔ تم لوگوں کے کرتوت سے ہی ہندوستانی نے شکر کی عادت چھوڑ دی۔ بھلا میں پوچھتی ہوں کہ یورپ کی لڑائی سے ہندوستانیوں کا کیا بگڑتا تھا؟ پھر بھی انسانیت تھی کہ جان و مال سے امداد سے تمہارے شریک ہوئے مگر رولٹ ایکٹ کا کوڑا پیٹھ پر جلیانوالہ باغ میں ستم اور ہوا۔ وہ پور میں ناک کے بل لکیریں کھنچوائی گئیں، مارشل لا (مارشل لا) جاری ہوا تو خدا ہی نے کیا ہے کہ انکی عادت بھی "لا شکرا" "لا شکرا" کہنے کی پڑ جائے۔

تم کہتے ہو کہ ہندوستانی اخباری کاغذ ہمارے خلاف نسلی منافرت پیدا کرتے رہتے ہیں اسلیے ہم کو نیٹو خالص ہندوستانی حکومت پر کوئی بھروسا نہیں ہو سکتا۔ میں کہتی ہوں کہ یہ سارا فساد خود تمہارا ہے۔ ہندوستانی اخباری کاغذوں کو ان حالتوں کے دیکھتے جو کچھ لکھنا چاہیے تھا اسکا دسواں حصہ بھی انھوں نے نہیں لکھا۔ ریل گاڑی میں ہمارے بیٹھنے کی گاڑیاں الگ، اسپتال میں تمہارے رہنے کے کمرے علیحدہ مقرر ہیں۔ کیا قانون گورے مجرموں کے واسطے نہیں ہے۔ وہ جرم کرتے ہیں اور صاف بری کے مارے کی طرح قانون کی دلدل سے نکل جاتے ہیں۔ ہر وقت غرور اور ٹھسے کی ہندوستانیوں سے بچے ہو اور پھر کہتے ہو کہ اخباری کاغذ نسلی دروازے کھولتے ہیں۔ بتاؤ کب تم برابری کے ساتھ ہندوستانیوں سے ملے جلے؟ اپنے کرتوت کا الزام ہندوستانی اخباروں پر رکھتے ہو۔ کہیں شہر خدا جانے کون ایسا ایسا منطقی تھا جس نے تم کو منطق پڑھائی۔

تم کہتے ہو کہ انگریزوں نے ہندوستان کی بڑی بڑی خدمتیں کیں۔ میں کہتی ہوں کہ فرض [illegible] کی خدمت ہی کیا کی؟ جو شکریہ کہنے نہیں گیا [illegible] ہماری [illegible]۔ تم کہتے ہو کہ میری بہن تمہارے [illegible] کے بیماروں کا آگے [illegible] لیتے لیتے مر گئی۔

میں کہتی ہوں کہ وہ انکی انسانیت تھی [illegible] بیماروں پر ترس آیا۔ ہم لوگ عورت ذات ہیں ہمارا دل رحم [illegible] کو تم نے بھی کسی [illegible] بیمار کی خبر لی؟ [illegible] مثل ہے "اسوں کے کان میں [illegible] پڑتا ہے"۔

تم کہتے ہو کہ میں ہندوستان کی حفاظت کے لیے سرحد پر رو چکا ہوں۔ میں کہتی ہوں خدا کے لیے [illegible] دوسرے تو کسی پر کیا احسان؟ تنخواہ تو نہیں لی؟ پنشن نہ لو گے؟ اس کے علاوہ ابھی تک بچے کھچے جیتے جاگتے موجود ہو۔ خدا کا شکر کرو کہ مورچے سے صحیح سلامت پلٹ آئے۔ یہ سرحد کی لڑائی کس کی پیدا کی ہوئی ہے؟ کیا ہندوستانی سپاہی سرحدیوں سے دشمنوں میں [illegible] پڑاتے ہیں؟ یہ بھی ویسی ہی تمہارا احسان ہندوستانیوں کی آنکھوں پر۔ اللہ تمہیں سلامت رکھے جو تم ہوتے تو سرحدی پٹھان نہیں زندہ نہ چھوڑتے۔ مگر تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ جو شخص احسان جتاتا ہے وہ احسان کو میٹ دیتا ہے۔ اگر تم نے اسلامی کتابیں پڑھی ہوتیں تو تم جانتے کہ "لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذیٰ" کے کیا معنے ہیں۔

اسکے یہ معنی ہیں کہ احسان (صدقات) دو باتوں سے زائل ہو جاتا ہے۔ ایک تو جتا کہنے سے دوسرے تکلیف دینے سے یعنی جسکے ساتھ احسان کیا ہے اُس سے اکڑ فوں کرے اُسے ذلیل سمجھے اُسکی تعظیم نہ کرے۔ دکھاوے کی راہ سے احسان کرے۔ اتنا اچھالے کہ جس پر احسان کیا ہے وہ جھیپے اور جو کچھ غریب نے پایا ہے وہ ادا حیران ہو جائے۔ دنیا کے سارے زمانے میں کہتا پھرے ڈھنڈورا پٹوائے اشتہاروں میں چھپوائے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی چٹان پر تھوڑی سی مٹی پڑی ہو اُس پر مینہ برسنے کا مینہ برسے اور مٹی کو بہالے جائے۔

تمہاری بہن خدا بخشے مرتے مر گئیں اور کچھ احسان نہ جتایا مگر تم ہو کہ کچھ کیا نہ دھرا [illegible] اُس پر چلے مارتے ہو۔ یہ کون سی تیزداری ہے۔

ایک تھے سپاہی اُن کا نام لڑائی پر لکھ گیا۔ بیچارے میدان سے بھاگ آئے بی بی دل میں تو کڑھی مگر زبان سے کچھ نہ کہا۔ جھٹ گرم پانی کیا منہ ہاتھ دھلایا کھانا سامنے رکھا۔ رومال لے کے مکھیاں جھلنے بیٹھی۔ سپاہی صاحب اپنی شیخی سنانے کو فرمانے لگے:۔

"بی بی بس تمہاری ہی [illegible] تو مجھے مورچے سے پھیر لائیں"

آج بھی لڑائی کے میدان سے صحیح سلامت آنے پر ہندوستانیوں کے سر احسان کا چھپر رکھنا چاہتے ہو کہ ہندوستانیوں کی دعوت بازی مروت محبت ہی تو ایسی ہے کہ مورچے سے پھیر لائی۔ ہم لوگ اسے بھی تمہارے احسانات کی فہرست میں لکھ لیں گے۔

جس طرح تم پوچھتے ہو کہ اتنے احسانات کرنے کے بعد کیا ہم کو یہ حق نہیں ہے کہ ہندوستانی قانون قاعدہ بنانے میں ہم سے بھی مشورہ کیا جائے۔ اسی طرح ہم بھی پوچھتے ہیں کہ کیا کسی نے تم کو کبھی روکا؟ یا تم کسی کے روکے رک سکتے ہو۔ ابھی تمہارے ہاتھ ہمیشہ سے کھلے رہے تمہارے گورنر کے پاس سو قاعدوں کا ایک قاعدہ ایسا موجود ہے کہ جب چاہیں کونسل کی ساری محنت اکارت کر دیں۔

خدا کے لیے تھوڑی منطق پڑھ لو کہ ایسی بھونڈی باتیں منہ سے نہ نکالا کریں۔

باقی

تمہاری خیر خواہ منطق آرا بیگم

اطلاعنامہ بنام رسپانڈنٹ مشتہرہ اطلاع تاریخ مقررہ سماعت اپیل

بعدالت جناب [illegible] صاحب بہادر [illegible]
مقدمہ اپیل نمبر [illegible] ۱۹۲۵ء
سید افضال رسول ولد [illegible] رسول [illegible]
ضلع [illegible]

بنام

[illegible] وغیرہ .... رسپانڈنٹ

اپیل [illegible] ڈگری عدالت جناب منصف صاحب [illegible]

بنام
[illegible] مسماۃ [illegible] بیگم
[illegible] مسماۃ [illegible] بیگم
[illegible] مسماۃ [illegible] بیگم

ہرگاہ کہ اپیل بابت ڈگری جناب منصف صاحب [illegible] مقدمہ میں سید افضال رسول نے پیش کیا [illegible] عدالت [illegible] سماعت اپیل کی مقرر کی ہے [illegible] خود تم یا تمہارا وکیل یا کوئی اور شخص جو قانوناً تمہاری طرف سے اپیل میں جواب و سوال کرنے کا مجاز ہو حاضر نہ آئے گا تو [illegible] سماعت اور تجویز تمہاری غیر حاضری میں یک طرفہ کی جائے گی۔

آج تاریخ [illegible] ۱۹۲۵ء [illegible] مہر عدالت جاری کیا گیا۔
دستخط حاکم [illegible]

موسیقی کا معجزہ

یعنی

معارف النغمات

وہ کتاب ہے ... موسیقی کی ... نہیں ہوتی ہے

عالیجناب ... محمد نواب علی خان صاحب ... ہندوستان ... موسیقی ... ہوتی ... کتاب ... ہے ... موسیقی کا معجزہ ہے

[illegible]

ملنے کا پتہ: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ